رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۳۔ نومبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۷۔ محرم ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۳۶

مدینۃ المسیح

یکم نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت ناساز رہی۔ آج (۲۔ نومبر) خدا کے فضل سے آرام ہے۔ خطبہ جمعہ حضور نے ہی پڑھا و جماعت کی کامیابی کے لئے دعاؤں پر زور دینے کی تاکید فرمائی۔

ہفتہ مختتمہ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔

مستری عبدالرحمٰن صاحب و مولوی محمد عبداللہ صاحب لائل پور سے مولوی فضل الدین صاحب قلعہ سوبھا سنگھ سے۔ میاں محمد الدین صاحب بھیرہ سے۔ فقیر محمد صاحب شاہ پور سے بابو فضل احمد صاحب بٹالہ سے۔

افسوس کہ گذشتہ پرچہ ڈاکخانہ سے ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے تین دن بعد روانہ کیا جا سکا۔ ٹکٹوں کے مہیا کرنے میں نہ معلوم ڈاکخانہ والوں نے کیوں اس قدر تساہل سے کام لیا۔

اخبار احمدیہ

کراچی۔ مولوی عبید اللہ صاحب ۲۲۔ اکتوبر کے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک ہوٹل میں۔ ایک شیعہ سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک خلافت راشدہ کے متعلق بحث رہی۔ میں نے ایک طرف خدا کا قول وعد اللہ الآیہ اور دوسری طرف خدا کا فعل کہ ابوبکر صدیق رضی کو آنحضرت کے بعد خلیفہ بنا دیا۔ پیش کیا۔ جس کے مقابلہ میں ان سے کچھ جواب نہیں بن پڑا۔

ایک ایرانی بی۔ اے پروفیسر سے ملاقات ہوئی۔ وہ بابی مذہب کے پیرو تھے۔ بہاء اللہ کو خدا کا نبی اور قرآن کو منسوخ سمجھتے ہیں۔

پٹیالہ۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ لکھتے ہیں کہ یہاں کا تعلیمیافتہ گروہ حضرت خلیفۃ المسیح کے لیکچر سے نہایت خوش ہے۔ اکثر سے سنا گیا ہے کہ کاش چند روز اور قیام فرماتے۔ ایک ہندو نے کہا کہ یہ تو کوئی خدا کا بھگت ہے۔

جہلم۔ میاں نظام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی ایک غیر از جماعت شیخ غلام محی الدین صاحب عرضی نویس سے گفتگو ہوئی۔ شیخ صاحب نے اعتراض کیا کہ جہلم چھوڑ کر قادیان کیوں چلے گئے ہو۔ انھوں نے کہا حضرت مسیح موعود کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے کہ قادیان آنا چاہئے۔ اور نیز اس کشف کو پورا کرنے کے لئے۔ جس میں حضرت نے دیکھا تھا کہ قادیان کی آبادی بیاس تک پہنچ گئی ہے۔

نبوت مسیح موعود کے بارہ میں بھی بحث آئی جس میں آخر شیخ صاحب نے کہا کہ میں حضرت صاحب کی نبوت کا انکار

نہیں کرتا - بلکہ غیر شریعت نبی مانتا ہوں - اور اس معاملہ میں میرا اعتقاد پیغام والوں سے الگ ہے -

رویاء

میاں عبداللہ صاحب سنوری لکھتے ہیں کہ میں نے منارۃ المسیح کو حد سے زیادہ بلند اور سفید دیکھا ہے "

نماز جنازہ

مولوی سید سعید الدین صاحب احمدی سکرٹری جماعت احمدیہ سونگھڑہ ڈاکخانہ ... فوت ہو گئے ہیں - چودھری عبداللہ خانصاحب واقع زیرہ سے میاں محمد دین کے فوت ہو جانے کی اطلاع دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب جنازہ غائب پڑھیں

لنڈن کا تازہ خط

(نوشتہ جناب مفتی محمد صادق صاحب)

ایک معزز لیڈی کی مہربانی

مسز ... کلو سیلے

ایک معزز لیڈی جن کی تصدیق کا پہلے ذکر ہو چکا ہے - علم دوست عورت ہیں - اور اپنے مطالعہ میں جو دلچسپ باتیں مذہبی مباحثات کے متعلق ان کو معلوم ہوتی ہیں - ہمیں بھیجا کرتی ہیں - چنانچہ گذشتہ جمعرات کو انہوں نے ایک پادری کا لیکچر مجھے ارسال کیا ہے - جس میں پادری صاحب نے صاف اقرار کیا ہے کہ عیسویت یورپین امن و امان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکی - اور عملی طور پر عیسویت مفقود ہے پادری صاحب کا نام جارج وڈسن ہے - اور لیکچر کا نام راشٹ آف برٹن ہے - قیمت ایک پیسہ محصول ملا کر ہے -

اس کے علاوہ یہ لیڈی اور بھی مہربانی کا اظہار کرتی رہتی ہیں - چنانچہ ایک شب انہوں نے ہندوستانی طرز کا سالن مختلف سبزیوں کا خود پکا کر - اور چاول اور بھرتہ ہمیں بھیجا - جس کے کھانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم ہندوستان میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں -

لیڈی ماجدہ کی تبلیغ

لیڈی ماجدہ کا حال احباب پہلے اخبار میں پڑھ چکے ہیں - انہیں بھی اشاعت کا شوق ہے - چنانچہ گذشتہ ہفتہ میں ایک صاحب اتفاقاً ہمارے پاس آئے

اور انہوں نے ذکر کیا - کہ میں ایک دوکان پر کچھ اسباب لینے گیا تھا - وہاں مجھے ایک لیڈی ملی - جس نے سلسلہ احمدیہ کا ذکر کیا - اور کہا کہ میں بھی احمدی ہوں - اور مجھے آپ کا پتہ دیا اس واسطے - میں آپ سے ملنے آیا ہوں اس انگریز کے ساتھ بہت دیر تک گفتگو ہوئی - اور وہ ایک حد تک قریب باسلام آ گیا ہے - امید ہے کہ اللہ تعالےٰ اُسے توفیق دیگا کہ اسلام قبول کرے -

لفٹنٹ عبدالرحمن

لفٹنٹ عبدالرحمن خرگسن اپنی فوج کے ساتھ شہر ہانڈ کے سکنڈری اسکول کا امتحان پاس کر کے واپس اپنے کیمپ کو جاتے ہوئے - راستہ میں دو تین گھنٹہ کے واسطے یہاں اترا - اس نے سنایا کہ کس طرح فوجی افسروں کو وہ تبلیغ کر رہا ہے - آدمی ذہین اور شریف الطبع ہے - نماز عصر ہمارے ساتھ پڑھی - پھر اپنی خواہش سے اس نے قاضی صاحب کا عمامہ پہن کر ہمارے ساتھ اپنا فوٹو کھچوایا! لوگ تو یہاں آ کر اپنے عمامے بھی کھو بیٹھتے ہیں - مگر ہمارے عمامے کو اللہ تعالےٰ نے یہ فضیلت دی - کہ انگریز بھی اس کو پہننے لگے ہیں - بعد فوٹو اُسی عمامے کے ساتھ لفٹنٹ صاحب اسٹیشن پر گئے - اور اُسے پہنے ہوئے ان کے چہرے پر بشاشت اور دلی خوشی کے آثار نمایاں تھے - راستہ میں فوجی سپاہی ان کی وردی سے انہیں فوجی افسر پہچان کر سلام کرتے تھے - لفٹنٹ صاحب نے عربی زبان سیکھنی شروع کر دی ہے -

ایک عجیب پادری

ریلوے اسٹیشن پر اتفاق سے ایک پادری صاحب ملے - ان کے ساتھ جو گفتگو ہوئی وہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگی

پادری صاحب - (میری طرف مخاطب ہو کر) آپکا نام کیا ہے

صادق - میرا نام ہے محمد صادق

پادری صاحب - او - محمد صادق - محمد - آپ محمد کو مانتے ہیں - نجات تو یسوع مسیح میں ہے - جو پھانسی مل گیا

صادق - یسوع تو خود ہی پھانسی مل گیا - تو اور کسی کو کیا نجات دیگا - ڈوبنے والا اوروں کو کیا بچا سکیگا - محمد خود بھی پار گیا - اوروں کو بھی لے گیا -

پادری صاحب - مگر یسوع نے اپنے لئے ایسا چاہا کہ پھانسی ملے -

صادق - جس کی نیت اپنے لئے ہی ایسی تھی - وہ کسی اور کا کیا بھلا کریگا محمد نے اپنا اور سب کا بھلا کیا -

پادری صاحب - (مجھے چھوڑ کر قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) آپ کا نام کیا ہے -

قاضی صاحب - میرا نام ہے محمد عبداللہ -

پادری صاحب - او محمد - یہ بھی محمد - وہ فقط محمد - یسوع خدا ہے - اس کو کیوں نہیں مانتے

قاضی صاحب - جو عورت کے پیٹ میں نو مہینے پڑا رہا ایسے محدود خدا کو کس طرح مانیں -

قاضی صاحب نے آگے تقریر کرنی چاہی - مگر پادری صاحب جلدی سے بولے - ہماری گاڑی کا وقت ہو گیا - جاتا ہوں - یہ کہہ جلدی سے بھاگے - مگر کچھ ایسے حواس باختہ ہو گئے کہ کبھی اس پلیٹ فارم پر جاتے ہیں - کبھی اُس پر - لنڈن کے اسٹیشن پر پلیٹ فارم بہت ہیں - مگر سب کے رستے ایک ہی بڑے مسافر خانہ سے کھلتے ہیں جیسا کہ کلکتہ کے پلیٹ فارم میں - آخر ایک رستہ سے جا کر دوسرے سے باہر نکل آئے - اور مایوسانہ لہجے میں کہنے لگے کہ آپکے ساتھ باتیں کرنے میں میں گاڑی سے رہ گیا - گاڑی چلی گئی -

صادق - دیکھئے یسوع نے آپ کی کچھ مدد نہ کی -

پادری صاحب - اس کی مرضی - وہ دیتا ہے - وہ لیتا ہے -

صادق - اس کی مرضی تو آپکے حق میں کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی کبھی آپ نے یسوع کو دیکھا -

پادری صاحب - میں نے نہیں دیکھا - آپ خدا کی طرف توجہ کرو

صادق - میں نے مسیح کو بھی دیکھا - اور خدا کی طرف بھی متوجہ ہوں - آپ بھی ایک خدا کو قبول کریں - تب نجات ملیگی -

قاضی صاحب - ہم نے اس کو دیکھا جو یسوع مسیح سے بڑا ہے اور سات سال اس کے ساتھ رہا -

(یہ سن کر پھر پادری صاحب بھاگنے لگے - کہ اچھا ایک اور اسٹیشن ہے - وہاں سے ریل مل جائیگی -)

صادق - اچھا نام و پتہ بتلائیے -

پادری صاحب - میرا نام جان ہے -

صادق - وہی جان جو یسوع کا مرشد تھا - اور اس نے یسوع کو بپتسمہ دیکر گناہوں سے صاف کیا تھا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۰ نومبر ۱۹۱۷ء

براہین احمدیہ پر حملہ اور اس کا جواب

ہمارے مخالفین کے بیشتر اعتراضات محض جھوٹ اور غلط بیانی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور دشمنی و عداوت کے جذبات سے مغلوب ہوکر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اسے ہمارے ہم خیال بھی ماننے کے لئے طیار ہیں۔ یا نہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ ۵ ۲۰ اکتوبر کے اہلحدیث کے صفحہ ۵ پر ایک شخص عبدالسلام دہلوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس زبردست اور عظیم الشان کتاب کے متعلق جس کا نام "براہین احمدیہ" ہے۔ اور جس نے اپنے پر زور دلائل۔ اور براہین کے سامنے بڑے بڑے متمرد دشمنوں کی گردنیں خم کردی تھیں۔ ایک نہایت اوچھا حملہ کیا ہے۔ لیکن اسی پرچے کے اگلے صفحہ پر ایک دوسرے صاحب اس کا دنداں شکن جواب دے رہے ہیں۔ حملہ یہ کیا گیا ہے۔ کہ "جس زمانہ میں۔ عیسائی مشنریوں کا مسلمانوں پر سخت نرغہ تھا۔ اور ایک سخت مقابلہ کے بعد اسلام کے بعض خاموش خادموں نے ان کی صفیں پراگندہ کردی تھیں۔ اور عام طور پر رد نصاریٰ کی کتابوں کی مانگ تھی۔ مرزا صاحب اٹھے۔ اور موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے شربت کے پیالوں میں زہر ملاکر انھوں نے فروخت کرنا شروع کردیا۔ انھوں نے رد نصاریٰ۔ اور اس کے بعد رد آریہ میں موٹی موٹی کتابیں لکھ لکھ کر جو اچھے دلائل کے بجائے خالی لفظوں میں بھری ہوئی تھیں۔ عوام کو خوش کردیا۔ اور سطحی مذاق کا ایک اچھا خاصہ گروہ ان کی طرف جھک گیا۔"

ہم نہیں جانتے کہ مندرجہ بالا الفاظ لکھنے والے صاحب اس وقت "جبکہ عیسائی مشنریوں کا مسلمانوں پر سخت نرغہ تھا" صفحہ دنیا پر موجود تھے۔ یا نہیں۔ لیکن اگر موجود تھے تو اپنی شان مولویت سے پوچھ کر مطلع فرماویں کہ انھوں نے اس وقت اسلام کو اس "سخت نرغہ" سے نکالنے کے لئے کیا کوشش کی۔ اور کونسے سکنجبین کے پیالے بھر بھر مفت میں لنڈھائے۔ یہ بات دریافت کرنے کی جرأت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ جب وہ حضرت مرزا صاحب کی ان تصانیف کی نسبت جو رد نصاریٰ اور رد آریہ میں لکھی گئی ہیں۔ یہ رائے قائم کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ کہ وہ "اچھے دلائل کے بجائے خالی لفظوں میں بھری ہوئی تھیں" تو ضرور ہے۔ وہ خود اسلام کی تائید۔ اور دیگر مذاہب کی تردید میں "اچھے دلائل" جانتے ہوں اور اسلام کی حضرت مرزا صاحب سے بڑھ کر تائید کرسکتے ہوں۔ لیکن کیا انھوں نے ایسا کیا۔ اگر کیا تو اس کا ثبوت دیں۔ اور بتائیں کہ اس وقت انھوں نے کون کون سی کتابیں لکھ کر شائع کی تھیں۔ اور اگر باوجود بقول خود "اچھے دلائل" جاننے کے انھوں نے کچھ نہ کیا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ اس وعید کے نیچے نہ آئیں۔ من اشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ عالم لا ینتفع بعلمہ کہ قیامت کے دن تمام لوگوں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ عالم ہے جس کے علم سے کوئی نفع نہ پہنچا۔

پس اگر آپ اس حیثیت سے اس وقت موجود تھے۔ کہ باوجود اچھے دلائل جاننے۔ اور اسلام کو سخت نرغہ میں دیکھنے کے۔ آپ نے اسلام کی کوئی مدد نہ کی۔ تو پھر آپ ہی بتلائیں۔ کہ اگر آپ ایسے ہزارہا عالم بھی موجود تھے۔ تو کس کام کے۔ قابل تعریف تو وہی انسان ہوسکتا ہے۔ جو اس کڑے وقت میں کام آیا ہو۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ جن کی نسبت اگرچہ علماء کا وہ گروہ جو خود کسی قابل نہ تھا۔ اور نہ کچھ کرسکا۔ حسد عداوت سے جل بھن کر یہ تو کہتا ہے۔ کہ انھوں نے اچھے دلائل نہیں دیئے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ بلکہ اقرار کرتا ہے۔ کہ اس سخت نرغہ کے زمانہ میں۔ آپ ہی مخالفین کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اسی گروہ میں سے آپ بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اس صورت میں اگر آپ براہین احمدیہ وغیرہ کتب کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ ان میں اچھے دلائل نہیں تھے۔ اور خالی لفظوں سے بھری ہوتی تھیں۔ تو حیرت ہے آپ کی مولویت پر کہ اس زمانہ میں آپ خود کیوں خواب غفلت میں سوئے رہے۔ اور اچھے دلائل کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا۔ تو کھڑے ہوتے۔ لیکن اگر اس وقت آپ دنیا میں ہی موجود نہ تھے۔ اور بعد میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ تو پھر ان لوگوں کے مقابلہ میں۔ جو اس زمانہ میں موجود تھے۔ آپ کی رائے کوئی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی۔ اس وقت دنیا نے جس بیتابی۔ اور قدر و منزلت کی آنکھوں پر براہین احمدیہ کو رکھا۔ اس کے بلند و بالا غلغلے اکناف عالم میں گونج چکے ہیں۔ لیکن اگر آپ کی قوت سمع اس قدر زائل ہوچکی ہے۔ کہ ان کو نہیں سن سکی۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے۔ جو حضرت مرزا صاحب کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہیں۔ اور بقید حیات موجود ہیں پوچھ لیجئے۔ کہ براہین احمدیہ کیا حقیقت رکھتی تھی۔ اس میں کیسے کیسے پر زور دلائل بیان کئے گئے تھے اور ان کے مندرجہ ذیل الفاظ کو پڑھ لیجئے۔ جو براہین احمدیہ کے متعلق ہیں۔ کہ

"ہم اس (براہین احمدیہ) پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے۔ ایسی کتاب ہے۔ جس کی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں"
(اشاعت السنہ نمبر ۶ جلد ۷ بابت ماہ جون ۱۸۸۴ء)

مولوی محمد حسین صاحب کو تمام غیر احمدی عالم مانتے

ہیں۔ اور کسی زمانہ میں ان کا خوب دور دورہ رہ چکا ہے۔ ان کے مقابلہ میں آپ کی رائے کو جو اس وقت تک گمنامی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کیا وقعت دے سکتی ہے۔ ہاں اگر آپ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ بلکہ اس قابل سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے دلائل کو کمزور اور ناقص قرار دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ تو آپ کو چاہئے۔ کہ خود اسلام کی تائید کے لئے قلم ہاتھ میں لیں۔ اور اچھے اچھے دلائل۔ اور براہین جمع کر کے تصانیف کا سلسلہ جاری کریں۔ اس سے نازک وقت اور کونسا اسلام پر آئیگا۔ کہ چاروں طرف سے اس پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ پھر جب کوئی تصنیف پیش کریں گے۔ تو لوگ خود بخود فیصلہ کر لیں گے۔ کہ کس پایہ کی ہے۔ اس وقت براہین احمدیہ کے متعلق آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہیگی۔ کیونکہ آپ کی تصنیف اس سے اعلیٰ مرتبہ کی ہو گی۔ لیکن جب تک آپ ایسا نہیں کر سکتے یا آپ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک آپ کا براہین احمدیہ میں کوئی نقص نکالنا۔ یا اس کے دلائل کو بیکے قرار دینا۔ کسی عقلمند اور دانا انسان کے نزدیک بچوں کے بڑ بڑ کا مصداق ہونے کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

کیا ہم امید رکھیں کہ آپ اگر پہلے نہیں۔ تو اب اپنی تصانیف کے ذریعہ اسلام کی تائید کرنے کے لئے کھڑے ہونگے۔ اور اگر فرصت نہیں۔ تو تصنیف دی ہی انھیں ہمارے پاس بھیجکر اپنی مولویت کا سکہ منوائینگے۔ لیکن یہ تو جب ہوگا۔ دیکھا جائیگا پہلے آپ خود تو اہلحدیث کے اسی پرچہ میں محمد عطاء اللہ صاحب دریاپوری کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھ لیں۔ جو آپ کے لفظ لفظ کی تردید اور براہین احمدیہ کی خوبی اور عمدگی کا اعتراف کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :-

"انھوں (مرزا صاحب) نے براہین احمدیہ بمقابلہ مخالفین اسلام لکھ کر تمام علماء اسلام کو اپنا گرویدہ و ثناخوان بنا لیا"

یہ الفاظ ہمارے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ایسے شخص کے ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کو صادق تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ آپ کی مخالفت میں قلم اُٹھاتا ہے۔ اور ایک مخالفانہ مضمون لکھتے ہوئے یہ الفاظ بھی اس کی قلم سے نکل جاتے ہیں۔ کیا یہ آپ ایسے لوگوں کے لئے قابل غور نہیں۔ اور الفضل ما شہدت بہ الاعداء کے مطابق براہین احمدیہ کے دلائل اور براہین کے زبردست اور نہایت مضبوط ہونیکا ثبوت نہیں۔ کاش آپ لوگ دشمنی اور عداوت تعصب اور ضد میں اس قدر نہ بڑھ جایا کریں۔ کہ ایسی صداقتیں۔ جن کا ہمارے دشمنوں۔ مگر آپکے دوستوں کو بھی اعتراف ہو۔ اور نہایت کھلے طور پر اعتراف ہو۔ ان کا انکار کر بیٹھیں۔

اخبارات سے شکایت پر پیام صلح کی خفگی

پیغام نے اپنی ۱۷ اکتوبر کی اشاعت میں جناب قاضی اکمل صاحب کے اس مضمون کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے جس میں صاحب موصوف نے مخالف اخبارات کے ایڈیٹروں کو توجہ دلائی تھی کہ آپ لوگ گالی گلوچ کے طریق کو چھوڑ دیں۔ اور ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں تمسخر و استہزاء کو کام میں لایا کریں۔ ہاں دلائل کے ساتھ ہمارا مقابلہ کریں۔ ہم پر اعتراض کریں اور ان کا جواب پائیں۔

پیام اور اس کے ہم مشربوں کو اس بات میں ہمارے ساتھ متفق ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس عرضداشت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات کے متعلق تمسخر و استہزاء۔ نازیبا۔ اور ناشائستہ کلمات اور سب و شتم کے استعمال سے روکا گیا تھا۔ کیونکہ آپ کی غلامی کا ان لوگوں کو بھی دعوےٰ ہے۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ان کے دلوں سے حضرت مسیح موعود کی قدر و وقعت اس قدر زائل ہو چکی ہے کہ اس جائز اور واجبی عرضداشت کے ساتھ متفق نہیں ہو سکے اور وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ تم ہمارے امیر کے خلاف کیوں لکھتے ہو۔ جب تم خود ایسا کرتے ہو۔ تو تمہارا کیا حق ہے کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق سب و شتم کرنے والوں کو روکو۔ العجب ــــ

مذکورہ بالا عرضداشت میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بدگوئی اور استہزاء سے روکا گیا تھا۔ اور اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ تم ہمارے خلیفہ کے متعلق کچھ نہ کہو حالانکہ ہم جس شخص کو خلیفہ مانتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے واجب الاطاعت ہے۔ اور ہم اس کو اپنے مال و جان عزت و آبرو سے عزیز سمجھتے ہیں۔ پس جب ہم نے اس مضمون میں۔ اپنے خلیفہ کے لئے بھی ان کو کچھ نہیں کہا حالانکہ ان مضامین میں ہمارے مخالفین نے۔ آپ سے بھی وہی سلوک کیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے متعلق روا رکھا ہے۔ اور صرف حضرت مسیح موعود ہی کی ذات کے متعلق ان سے درخواست کیگئی ہے۔ کہ وہ گندہ زبانی اور بازاری پن نہ دکھایا کریں۔ تو پیغام کے ایڈیٹر صاحب کا مولوی محمد علی صاحب کا ذکر چھیڑ کر اس عرضداشت کی مخالفت کرنا صد درجہ کی کم عقلی نہیں تو اور کیا ہے مولوی محمد علی صاحب کو غیر مبائعین میں جو پوزیشن حاصل ہے وہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص ان کو واجب الاطاعت نہیں مانتا۔ جس کا خود ان کو اور تمام غیر مبائعین کو اعتراف ہے۔ اس لئے وہ کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتے۔ اور ان کی پوزیشن وہی ہے جو ایک واحد شخص کی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ جماعت کے امام کی۔ لیکن باوجود اس کے ہم پر یہ غلط الزام ہے کہ ہماری طرف سے پہلے سختی کی گئی ہے۔ پہلے آپنے مخالفت شروع کی اور خود سختی کی بنیاد رکھی۔ ہمارے امام کے متعلق سخت نازیبا الفاظ لکھے گئے گندے سے گندے الزام لگائے گئے۔ غلط فہمیاں پھیلائی گئیں۔ پھر ہمیں بھی اینٹ کا جواب پتھر دینا پڑا۔ اس صورت میں سختی کا الزام ہم پر نہیں آسکتا کیونکہ ہم نے جو کچھ کیا اور کر رہے ہیں۔ انتقاع کے طور پر کر رہے ہیں بھی اگر آپ لوگ ان باتوں کو چھوڑ کر اصولی امور کی طرف متانت اور تہذیب سے قلم اٹھائیں تو دیکھ لیں کہ ہماری طرف سے کس نرمی کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے۔ لیکن جب تک آپ لوگ یہ طریق نہ اختیار کرینگے اسوقت تک جیسا کریں گے اسی کے مطابق ہمیں بھی مجبوراً کرنا پڑیگا۔

خطبہ جمعہ

اہل قلم اصحاب توجہ کریں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
فرمودہ ۲۶ - اکتوبر ۱۹۱۷ء

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر اولئک ھم المفلحون

اللہ تعالیٰ کی طرف سے - جو مذاہب کہ لوگوں کی ہدایت - اور اصلاح کے لیے آتے ہیں - ان کی کامیابی اشاعت اور غلبہ - اللہ تعالیٰ کی قدرت - فضلوں - اور زبردست نشانوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے - لیکن باوجود اس کے جو مذہب خدا کی طرف سے ہو - اس میں انسانی کوشش کے بغیر کامیابی نہیں ملتی - اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کامیابی بھی ہوتی ہے - وہ کوشش کا نتیجہ نہیں ہوتی - جو انسان کرتے ہیں - لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انھیں کوشش ضرور کرنی پڑتی ہے

صحابہ کی قربانی اور کامیابی

دیکھو اسلام کی اشاعت کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو وطن چھوڑنے پڑے - ماؤں کو - عزیز و اقربا کو چھوڑنا پڑا - دشمنوں کا تلوار کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا لیکن جو ترقی ہوئی اس کے مقابلہ میں قربانی کچھ بھی نہیں تھی -

رسول کریم کا مقابلہ ساری دنیا سے تھا - اور جو قوم آپ کے مقابلہ پر آئی تھی - وہ اپنی تعداد کے لحاظ سے اثر کے لحاظ سے - رسوخ کے لحاظ سے - مال و دولت کے لحاظ سے غرض ہر حیثیت سے زیادہ تھی - مگر کامیابی رسول کریم کو ہی ہوئی - اور اس کو انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا -

اگر انسانی کوششوں سے ہی ایسی عظیم الشان کامیابی ہوا کرتی ہے - تو آج بھی ایک قوم سے جنگ شروع ہے - ادھر طاقت مال - رسوخ - غرض کہ تمام سامان اس کی نسبت زیادہ ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ اس کی پہلے سے تیاری تھی - لیکن باوجود اس کے کہ آج تک ایک کروڑ آدمی مارا - اور زخمی ہو چکا ہے - تاہم مقصد حاصل نہیں ہوا - اسلام کے مقابلہ میں جو حملہ آور تھے - وہ تعداد میں اور ہر حیثیت میں زیادہ تھے - ان کو شکست ہوئی کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہا - مگر اس لڑائی میں دیکھو اگرچہ دشمن کی تعداد تھوڑی ہے - مگر پھر بھی وہ مغلوب نہیں ہوا - افغانستان کی ساری آبادی یا آجکل کے عرب کی جس قدر بھی آبادی ہے - اس ساری کو دگنا کر دیا جائے - تو ان کی تعداد اتنی ہو گی جتنے اس جنگ میں اس وقت تک مر چکے ہیں - مگر فیصلہ ابھی تک ہونے میں نہیں آتا ادھر دیکھو - مسلمانوں کی جماعت - ایک محدود جماعت تھی - اور مال و دولت - ساز و سامان بھی محدود ہی تھا - مگر ان کی قربانیاں - ایسے پھل لائیں - کہ دشمن بالکل مٹ گئے -

مسلمان جس قدر مارے گئے - اور جتنا مال انھیں خرچ کرنا پڑا وہ بہت کم تھا - اس کامیابی کے مقابلہ میں جو ان کو حاصل ہوئی

رسول کریم کے وقت کی جنگوں میں جو مسلمان شہید ہوئے ان کی تعداد دو تین سو سے زیادہ نہیں - اور دشمنوں کے ہلاک ہونیوالوں کی تعداد ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ نہیں - لیکن ان جنگوں کا نتیجہ دیکھو کیسا فیصلہ کن - اور عظیم الشان نکلا کہ دشمن بالکل کچلا گیا - اسے مسلمانوں کی قربانیوں اور کوششوں کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا -

تو یہ قربانی کچھ بھی نہیں - افراد کے لحاظ سے اگرچہ انھوں نے بڑی بڑی قربانی کی - مگر مجموعی لحاظ سے جو قربانی ہوئی وہ کامیابی کے مقابلہ میں بڑی نہ تھی - اور جب قوموں سے مقابلہ ہوتا ہے - تو جماعتوں کی قربانی دیکھی جایا کرتی ہے - اور اس بات کا لحاظ ہوتا ہے - کہ جماعت کی طرف سے کتنی قربانی ہوئی ہے -

مسلمانوں نے فرداً فرداً جو قربانی اور اخلاص دکھایا اور دین کی راہ میں جو کوشش کی وہ بے نظیر تھی - مگر کامیابی اس کوشش کا لازمی نتیجہ نہیں تھی - کیونکہ اگر لازمی نتیجہ ہوتی تو ہر ایک وہ قوم جو ان جتنی تعداد رکھتی - اسے ایسی ہی کامیابی ہوا کرتی - لیکن کیا کوئی ایسی نظیر دنیا میں پیش کی جا سکتی ہے - ہرگز نہیں -

تو مسلمانوں کا مقابلہ بڑی تعداد کے ساتھ ہوا - افراد کے لحاظ سے گو انھوں نے بڑی بڑی قربانیاں کیں - اور ان سے بڑھ کر کوئی کیا کرے گا - اور جب صحابہ کرام کی قربانیوں کا ذکر ہو گا تو یہ نہیں کیا جائیگا کہ ان کے اتنے آدمی مارے گئے کہ جتنے کسی کے نہیں مارے گئے - یا یہ نہیں کہا جائیگا کہ ان کا اتنا مال خرچ ہوا کہ کسی اور نے نہیں کیا - بلکہ یہ دیکھا جائیگا کہ ان کے ایک آدمی نے جتنا کام کیا اتنا کسی اور نے بھی کیا ہے یا نہیں - اس کے مقابلہ میں ان سے بڑھ کر کوئی اور نظر نہیں آئیگا - لیکن ان کی مجموعی قربانی اور کوشش کو دیکھو - اور پھر ان کی کامیابی کی طرف نظر کرو کہ کیا نسبت رکھتی ہے - انھوں نے عرب کو فتح کیا جو خدا کے فضل سے ہی کیا - نہ کہ ان کی کوشش اور قربانی کی وجہ سے - اگر خدا کی قدرت کے ماتحت نہ ہوتا تو غیر کبھی کامیابی نہ ہو سکتی - اسوقت ہی عراق عرب جو عرب کا ایک حصہ ہے - اس کے فتح کرنے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کے قریباً ۲۰ ہزار آدمی کام آ چکے ہیں - مگر سارا علاقہ صاف نہیں ہوا - حالانکہ ساز و سامان کے لحاظ سے - طاقت کے لحاظ سے خرچ کے لحاظ سے قربانی تو زیادہ ہوئی ہے - اس لئے چاہئے تھا کہ کامیابی بھی زیادہ ہوتی - مگر ویسا نہیں ہوا

پس صحابہ کرام کو جو کامیابی ہوئی اور ان کی قربانیوں کا جو نتیجہ نکلا وہ خدا کے فضل سے اور اسی کی تائید سے نکلا - اس کو ان کی کوشش کا لازمی نتیجہ نہیں کہہ سکتے - لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بھی ایسا کرے اسکو ضرور وہ نتیجہ حاصل ہو جائے -

مگر ہر ایک کو ایسا کرنے کے باوجود بلکہ اس سے بھی زیادہ کرنے پر وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کو بغیر تکالیف کے کیوں کامیابی نہوگئی

اب سوال ہوتا ہے کہ اگر خدا نے اپنی قدرت سے ہی یہ نتائج مسلمانوں کے لیئے مہیا کیئے تو کیا ضرورت تھی کہ تین سو آدمی ان کے مرتے۔ اس کے بغیر ہی فتح دے دیتا۔ ان کے سب مخالفوں کو ہلاک کر دیتا۔ اور یہ قلیل التعداد لوگ بغیر کسی قسم کی تکالیف اٹھائے کامیاب و بامراد ہو جاتے۔ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ وغیرہ جتنے سرکش اور دشمنان اسلام تھے۔ آنحضرت جب صبح کو نماز کے لیئے اٹھتے تو دیکھتے ان کے گلے میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور آپ کے دروازے پر پڑے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی قدیم سے سنت ہے۔ کہ پہلے اپنے مخلص بندوں کو کوشش کرنے کے لیئے کہتا ہے۔ جتنی ان کی طاقت ہوتی ہے۔ اس کو وہ خرچ کرتے ہیں۔ باقی مدد خدا تعالیٰ خود دیتا ہے۔ اور وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ان کے اخلاص کا کیسے اظہار ہو۔ اس کی مثال ہم گورنمنٹ میں دیکھتے ہیں۔ بعض کاموں کے لیئے وہ لوگوں کو کہہ دیتی ہے کہ تم اتنا روپیہ مثلاً پندرہ یا بیس ہزار اگر جمع کر لو تو باقی ہم دے دینگے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا طریق ہے۔ پس کسی کامیابی کے لیئے کوشش ضرور کرنی پڑتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا تصرف خود کام کرتا ہے۔ اور عظیم الشان کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ انسانی عقل اور تاریخ گواہی دے رہی ہے۔ کہ مسلمانوں نے کوشش کی۔ مگر ان کی کوشش کا لازمی نتیجہ فتح نہ تھی۔ وہ خدا نے اپنے فضل سے ان کو دی۔

ہمیں کامیابی حاصل کرنے کے لیئے کیا کرنا چاہیئے

یہی حال ہمارا ہے یہ سچ ہے کہ ہمارے دشمن ناکام ہونگے۔ ان پر ہمیں یقیناً غلبہ حاصل ہوگا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ فرمایا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کہ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر غلبہ دونگا۔ پس باوجود اس کے کہ کامیابی خدا کے ہی فضل سے ہوگی۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کا فضل اس وقت تک نہیں آئیگا۔ جب تک کہ ہم اپنی تمام طاقت و ہمت صرف نہ کر لیں۔ ہماری فتح اور کامیابی یقینی ہے۔ مگر اس کو ہماری کوشش اور سعی کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اس لیئے جب تک ہم اپنی پوری طاقت اور کوشش سے کام نہ لیں گے۔ کامیابی حاصل نہ ہوگی۔ دین کے لیئے خدمت کرنا کوئی فرض کفایہ نہیں بلکہ جس طرح نماز روزہ ہر ایک اس انسان پر فرض ہے جو عاقل بالغ ہو اسی طرح دین کی خدمت ہر ایک پر فرض ہے۔ اس لیئے ہر ایک کو اس میں لگ جانا چاہیئے۔ میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا کہ ہمارے مخالف پھر زور کر کے اٹھے ہیں۔ اور زور کے ساتھ مقابلہ میں آئے ہیں انھوں نے خیال کیا ہے۔ کہ آج تک ہم نے پورے زور کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا۔ اگرچہ ابتداء سے ہم ایسا کرتے تو ان کو مٹا دیتے۔ حالانکہ یہ ان کا خیال غلط ہے۔ وہ پہلے اپنا سارا زور لگا کر ناکام ہو چکے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ وہ پہلی کمزوری کو بھول گئے ہیں۔ اور اب پھر انھیں یہ وہم ہوا ہے پہلے بھی انھوں نے یہ زور لگایا تھا۔ جسے خود پسندی سے بھول گئے ہیں۔ انھوں نے ہمارا مقابلہ پہلے کچھ نہیں کیا پہلے مایوس ہو گئے تھے۔ مگر اب انھوں نے سمجھا ہے۔ کہ اگر کچھ کریں تو ضرور ہمیں نقصان پہنچا دیں گے۔ اور ایسا ہوا کرتا ہے کہ جب مقابلہ میں کسی کو زک ہوتی ہے۔ تو تھوڑی دیر بعد پھر وہ زور لگاتا ہے۔ کہ شاید اب کے کچھ کامیابی ہو جائے۔ یہی خیال ہمارے مخالفین کو پیدا ہوا ہے۔

اہل قلم اصحاب کا فرض

پس ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کا فرض ہے۔ کہ اس مقابلہ کے لیئے تیار ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کو اپنے اس فرض کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ آج صرف تقریروں کا زمانہ نہیں۔ بلکہ تحریر کا ہے۔ اور تحریر سے ایک شخص دور دور تک ہلچل ڈال سکتا ہے

اس زمانہ میں مطابع کی ایجاد اور کاغذ کی کثرت نے حملہ کے طریق کو بدل دیا ہے۔ اور جس طرح شرارت کے اسباب زیادہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ہدایت کے سامان بھی بہت وسیع ہو گئے ہیں۔ پس زبانی طور پر تبلیغ کا کام کرنے کی بجائے یہ طریق زیادہ موثر ہے۔ اس وقت ہمارے مخالف انہی سامانوں کے ساتھ اٹھے ہیں۔ ستارہ صبح۔ ذوالفقار۔ اہلحدیث وغیرہ اخباروں میں حملے ہو رہے ہیں۔ کئی انجمنیں ہیں جو ٹریکٹ ہمارے خلاف شائع کرتی ہیں۔ اور ان ٹریکٹوں کی بیسیوں تک نوبت پہنچ گئی ہے جن کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ایک وہ وقت تھا ہمارا قرضہ دشمنوں کے ذمہ ہوتا تھا۔ لیکن اب ہمارے ذمہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے آجکل جو لوگ لکھ سکتے ہیں۔ انھوں نے فرض کفایہ کی طرح دین کی خدمت کو سمجھ لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم میں سے فلاں فلاں جو کام کر رہے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مجموعی طور پر مخالفین کا مقابلہ کیا جائے۔ اس لیئے میں تمام دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ سستی اور غفلت کو چھوڑ دیں۔ اور ہر ایک ٹریکٹ اشتہار۔ اخبار خواہ وہ غیر احمدیوں کے ہوں۔ یا غیر مبائعین کے۔ یا عیسائیوں کے۔ یا آریوں کے۔ غرض کسی کی طرف سے ہوں ان کا جواب دیا جائے۔ اور ان پر اعتراض کئے جائیں۔ تاکہ دشمن کو حملہ کا پہلو چھوڑ کر دفاع کا طریق اختیار کرنا پڑے۔ اور حملہ شرافت سے بھی ہو سکتا ہے۔ اب تک تو کسی حد تک دفاع کا پہلو رہا ہے۔ لیکن اب حملہ کرنا چاہیئے۔ ان حملوں میں انسانیت کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ دیکھو فتح مکہ دفاع نہیں تھا۔ حملہ تھا۔ عربوں نے جب کئی دفعہ حملہ کیا اور مسلمانوں کی طرف سے دفاع کیا گیا۔ تو رسول کریم نے غزوہ احزاب میں فرمایا کہ اب تک تو دشمن ہم پر حملہ کر رہے ہیں۔ لیکن ہم اب انھیں حملہ کا موقع نہیں دیں گے۔ اور خود ان پر حملہ کریں گے۔ چنانچہ چند ہی سالوں میں مخالفین کی جمعیت منتشر اور پراگندہ ہو کر ضائع ہو گئی۔ ہجرۃ کے تیرہ سال میں آٹھ سال مسلمانوں نے دفاع کیا۔ ان میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی جتنی ساڑھے پانچ سال میں جن میں حملہ کیا گیا۔

حملہ کے ساتھ شرط نہیں کہ ظالمانہ ہو۔ اور دوسروں کے بڑوں کو گالیاں دی جائیں۔ یا جن کے مذہب کا ذکر ہو

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک غیر مبائع سے گفتگو

پیام کے مطالبہ کا جواب

۱۷ اکتوبر کے پیام میں عبد الحق شملوی نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے ایک خود ساختہ مکالمہ درج کرایا ہے۔ جس میں حد سے زیادہ دروغ بیانی کو کام میں لایا گیا ہے۔ اس گفتگو کے وقت میں خود موجود تھا۔ اور کاپی پر نوٹ لے رہا تھا۔ عبد الحق نے اس مکالمہ کے نہ کوئی نوٹ لکھے اور نہ اس وقت کسی قسم کی یادداشت مرتب کی۔ اور کرتا بھی کیونکر۔ وہ تو ایسا حواس باختہ ہو رہا تھا۔ کہ دیکھ کر رحم آتا تھا لیکن کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ گھر بیٹھ کر پیام صلح کے قریبا دو صفحے سیاہ کرنے کا مصالحہ بہم پہنچا لیا ہے۔ اور وہ بھی اس طرز پر کہ گویا نقشا کے ساتھ گفتگو قلم بند ہوتی رہی ہے۔ اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ کس قدر افترا پردازی اور غلط نویسی سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن پیام اسے بڑے فخر سے شائع کرتا ہے۔ بلکہ اس کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے "ایک حوالہ کا مطالبہ" بھی کرتا ہے۔

ہم عبد الحق ایسے مشہور افترا پرداز کو اس قابل نہ سمجھتے تھے۔ کہ اس کا ذکر اپنے اخبار میں کریں۔ لیکن چونکہ اس نے اس مکالمہ کو غلط پیرایہ میں پیش کیا ہے۔ اور پیام نے اس پر اپنے ایک مطالبہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اس لئے ذیل میں اس گفتگو کو اپنے نوٹوں سے مرتب کر کے درج کرتے ہیں۔

عبد الحق نے سوال کیا کہ کیا حضرت صاحب نے کہیں لکھا ہے کہ میرا منکر کافر ہے۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لکھا ہوا دکھا دیں کہ میرا منکر کافر ہے۔ تو ہم مرزا صاحب کا لکھا ہوا بتا دیں گے۔ ہاں جو الفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منکروں کے متعلق استعمال فرمائے ہیں۔ وہی حضرت مرزا صاحب نے بھی فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس یہودی یا عیسائی تک میری دعوت پہنچی اور اس نے نہ مانا۔ اس کی نجات نہ ہوگی۔ یہی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے[1]

سائل۔ اگر حضرت صاحب نے لکھا ہو۔ کہ جو مجھے کافر نہیں کہتا۔ میں بھی اسے کافر نہیں کہتا۔ تو کیا ایسے لوگ مسلمان ہونگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ حضرت مسیح موعود کے ایسا لکھنے سے آپ کے منکر مسلمان نہیں ثابت ہوتے۔ کیونکہ جہاں آپ نے یہ لکھا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ تین شرطیں بھی لگا دی ہیں۔

اول یہ کہ مجھے کافر نہ سمجھیں۔ دوم یہ کہ جن مولویوں نے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ ان کے متعلق نام بنام شائع کریں کہ وہ سب کافر ہیں۔ سوم یہ کہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں[2] جب تک یہ شرطیں کسی میں نہ پائی جائیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور یہ سوائے احمدی کے اور کسی میں پائی نہیں جا سکتیں اس لئے معلوم ہوا کہ غیر احمدی مسلمان نہیں ہیں۔

سائل۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے یا نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ نہیں

سائل۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایسی تحریر ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ کا انکار کفر ہے۔ تو

---

[1] "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے"۔ خط بنام عبد الحکیم

[2] دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵۔

الفاظ میں کیا جائے۔ ان کے بزرگوں کو جھوٹے اور مکار کہیں۔ ہاں ان کے مذہب کے کمزور پہلوؤں کو بیان کریں اور ان پر اعتراض کریں۔ تاکہ ان کو بھی کچھ فکر پڑے۔ جان کا اعتراض ہو اس کا بھی جواب دیا جائے۔ مگر اپنی طرف سے اعتراض ہوں۔ قانون کے اندر رہکر ان کی تردید ہو۔ جب یہ حالت ہوگی۔ تو ان کو بھی اپنی فکر پڑ جائیگی۔ پس وہ سب لوگ جو لکھ سکتے ہیں۔ اخبار میں مضامین لکھیں اشتہار شائع کریں۔ ٹریکٹ لکھیں۔ پہلے جو کوتاہی ہو چکی ہے۔ ہو چکی ہے۔ اب کوتاہی کا وقت نہیں ہے۔ پہلے ان کے اعتراضات کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ اور جب تک ہماری طرف سے خاموشی رہی۔ ان کے حملے بڑھتے گئے۔ اب وقت ہے کہ ہم ان کے حملوں کا رد کر کے ان پر حملہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ ہم ان کے اعتراضات کے نیچے دب جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود کے وقت تمام لوگ کام میں لگے رہتے تھے۔ پرانے بدر اور الحکم کے فائل اٹھا کر دیکھ لو۔ تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ مخالفوں کو چھوٹے بھی جواب دے رہے ہیں۔ اور بڑے بھی۔ مولوی نور الدین صاحب بھی لکھتے ہیں۔ مولوی عبد الکریم صاحب بھی لکھ رہے ہیں۔ وہ لوگ اخباروں میں مضامین لکھنا۔ اپنی ہتک نہیں سمجھتے تھے۔ ایک طرف ان کا جواب ہوتا تھا تو ساتھ ہی کسی کم علم کا جواب بھی ہوتا تھا۔ جس کا املا بھی درست نہ ہوتا تھا۔ جب یہ حالت تھی تو دشمن بھی حملہ کرنا بھول گئے تھے۔

پس میں ساری جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ خصوصاً قادیان کے لوگوں کو۔ کہ کوئی ٹریکٹ۔ اشتہار۔ اخبار۔ وغیرہ نہ رہ جائے جس کا جواب ہماری طرف سے نہ دیا جائے اسلام کے جس مسئلہ پر بھی اعتراض ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا جواب دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ یہ کام کر سکتے ہیں۔ وہ کریں۔ یہ مراد نہیں۔ کہ ایک خاص جماعت ہونی چاہئے پس تمام ان دوستوں کو توجہ کرنی چاہئے جو کام کر سکتے ہیں کہ وہ اس مخالفت کی رو کو روکنے میں بہت کوشش کریں جن بیاروں میں ہم نے توجہ نہیں کی وہ یقیناً تاریخ احمدیت میں ضائع شدہ سال سمجھے جائینگے

معلوم ہوا کہ غیر صاحب شریعت نبی کا منکر بھی کافر ہوتا ہے۔ اب اگر مرزا صاحب غیر صاحب شریعت نبی تھے۔ تو آپ نے اپنے منکروں کو صاف الفاظ میں کافر کیوں نہیں کہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح - اس سے صاف الفاظ میں اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ عجیب بات ہے کہ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔

سائل۔ حقیقۃ الوحی کی جو شرائط آپ نے بتائی ہیں وہ کفر و اسلام کے متعلق نہیں۔ بلکہ نماز کے متعلق ہیں کہ جن میں پائی جاویں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیجائے چنانچہ مسٹر فضل حسین کے ساتھ جو حضرت صاحب کی گفتگو۔ نماز کے متعلق ہوئی۔ اس میں یہی شرائط رکھی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح۔ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں جو شرطیں بیان کی ہیں۔ ان کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس میں وہ پائی جاویں۔ وہ مسلمان ہے۔ کیونکہ سوال کفر و اسلام کے متعلق ہے۔ اب اگر یہی شرطیں حضرت مسیح موعود نے کسی جگہ نماز پڑھنے کے لئے لگائی ہوں۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہاں بھی نماز ہی کا ذکر ہے۔ ہاں چونکہ یہ شرطیں ایسی ہیں جو سوائے احمدیوں کے اور کسی میں نہیں پائی جاتیں اس لئے جہاں نماز پڑھنے کے متعلق ان کو رکھا ہے وہاں اس لئے رکھا ہے۔ کہ احمدیوں ہی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ اور یہ کہ اور کسی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یہ شرائط مسلمان ہونے کے لئے بھی ہیں۔ اور نماز پڑھنے کے لئے بھی۔ نہ یہ کہ نماز ہی کے لئے ہیں۔

سائل۔ نہیں جی حقیقۃ الوحی میں یہ شرائط نماز ہی کے متعلق ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح - حقیقۃ الوحی میں سوال تو کفر و اسلام کے متعلق ہے[1]۔ پھر ان شرائط کو جو اس کے جواب میں بیان کی گئی ہیں۔ نماز کے متعلق کس طرح مان لیں۔

سائل۔ آپ کتاب دیں۔ میں نکال کر دکھا سکتا ہوں کہ یہ نماز ہی کے متعلق ہیں۔

اس پر کتاب لائی گئی۔ اور سوال نمبر ۶ سنا کر پوچھا گیا کہ بتلائیے کہاں نماز کا ذکر ہے۔ اس وقت عبدالحق کی جو حالت ہو رہی تھی۔ وہ بہت ہی قابل رحم تھی منہ سے کچھ کہنا چاہتا۔ لیکن کہہ نہ سکتا۔ اور رک جاتا۔ کتاب ہاتھ میں لیتا۔ ادھر ادھر دیکھتا۔ اور کچھ نہ پڑھ سکتا۔ آخر نہایت خفیف اور شرمندہ ہو کر کہنے لگا یہاں تو نماز کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہی شرائط نماز کے متعلق آئی ہیں۔ اس لئے یہاں بھی نماز کے متعلق ہیں۔

عبدالحق کے اس ندامت آمیز۔ اور خستہ آفریں جواب اور مضطربانہ حرکات کو دیکھ کر موجودہ احباب میں سے کسی نے اسے خاموش رہنے کی ہدایت کی۔ لیکن وہ ایسے انسان ہی نہ تھے۔ اس لئے پھر سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۰ پر لکھا ہے کہ میں پہلے کسی کو کافر نہیں کہتا انھوں نے چونکہ مجھے کافر کہا ہے۔ اس لئے میں بھی ان کو کافر کہتا ہوں۔ لیکن اگر آپ نبی ہوتے تو پہلے کافر کہتے۔ نہ کہ ان کے کافر کہنے کے منتظر رہتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح - حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۰ پر مخالفین کے اس اعتراض کا ذکر کیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک آپ نے ۲۰ کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گو لوگوں پر کفر کا فتوےٰ لگایا ہے۔ مگر آپ نے ان کے اس الزام کا۔ یہ جواب نہیں دیا۔ کہ میری متعلق یہ غلط مشہور کیا جاتا ہے۔ کہ میں بیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتا ہوں۔ بلکہ اس کو تسلیم کرتے ہوئے۔ یہ فرمایا ہے کہ چونکہ کفر کا فتویٰ لگنے میں سبقت ان کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس لئے میں ۲۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتا ہوں[2]

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا ۲۰ کروڑ مسلمانوں نے ہی آپ پر فتویٰ لگایا تھا۔ یہ تو آپ لوگوں کو بھی ماننا پڑیگا۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود نے نہ صرف ان لوگوں کو کافر کہا ہے۔ جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ بلکہ سب کو کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ ۲۰ کروڑ کی تعداد سب کی ہے۔ نہ کہ صرف فتویٰ لگانے والوں کی۔

اس کے بعد عبدالحق نے حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کا زبانی حوالہ دیا۔ جو نور محمد صاحب کے نام اس نے بتلائی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ کہکر کہ جب تک اصل تحریر سامنے نہ ہو۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے تمہاری راستگوئی پر اعتراض نہیں البتہ حافظہ پر ہے۔ جس کا ابھی تجربہ ہو چکا ہے۔

---

[1] سوال یہ ہے:-

"عبدالحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

[2] اصل عبارت یہ ہے:-

"کیا کوئی مولوی یا کوئی مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا؟ اگر کوئی ایسا کاغذ۔ یا رسالہ یا اشتہار ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہو۔ تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں۔ کہ یہ کس قدر خیانت ہے۔ کہ کافر تو ٹھیرا دیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں۔ کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے"

عبدالحق نے اصل تحریر پیش کئے بغیر ہی اس پر گفتگو شروع کر دی۔ تو حضور نے فرمایا کہ اتنے دنوں سے میں یہاں ہوں۔ ان میں تو آپ گفتگو کے لئے آئے نہیں۔ اور آج جس دن کہ ہماری روانگی ہے۔ آ بیٹھے ہیں۔ تا کہ کچھ اُلٹی سیدھی باتیں کر کے پیغام صلح میں لکھ بھیجیں کہ فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ یہ نہیں کیا۔ وہ نہیں کیا۔ آپ کو پہلے آنا چاہئے تھا۔ آج روانگی کی طیاری ہے۔ اس لئے میں گفتگو بند کرتا ہوں۔ اس پر گفتگو ختم ہوئی۔

یہ ہے اصل گفتگو جس کے نوٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور انھیں سے ہم نے مرتب کی ہے۔ عبدالحق نے جو کچھ لکھا وہ محض اس کے تخیل کا نتیجہ اور خود ساختہ کہانی ہے۔ اور اس کا کمزور اور ناطاقت دماغ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اتنی لمبی گفتگو کو صحیح طور پر محفوظ رکھ سکے۔ اسی سے اس کا پہلا مکالمہ بھی فرضی ثابت ہوتا ہے۔

اخیر پر ہم ایڈیٹر پیام کو بھی آگاہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اب جس بات کا وہ مطالبہ کرنا چاہے۔ کرے۔ ہم انشاء اللہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ عبدالحق کی خود ساختہ عبارت کو مدنظر رکھ کر جو حوالہ طلب کیا گیا ہے اس کی صحت کی حقیقت کو ہم اوپر ظاہر کر آئے ہیں۔ اس لئے اس کا جواب دینے کے لئے ہم مکلف نہیں ہیں۔

یہاں ہم نے تو پیام صلح کو خود اطلاع دی ہے۔ کہ جو حوالہ چاہتا ہے۔ طلب کرے۔ لیکن کیا وہ کبھی اتنی جرأت کرے گا کہ ہمارے بہت مدت کے طلب کئے ہوئے حوالہ کا۔ اب اپنے امیر سے لے کر شائع کرے گا۔ جو یہ ہے کہ :۔

”حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔
کہ جب آنحضرت شکم عفیفہ آمنہ
میں تھے تو فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا
کہ اس کا نام احمد رکھنا“

اس حوالہ کا مطالبہ ہماری طرف سے ایک عرصہ سے ہو رہا ہے۔ اس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ کیا اب ہم اُمید رکھیں۔

قادیان کے غیر احمدیوں کا جلسہ

۳۱- اکتوبر کے ستارہ صبح کے ذریعہ ہمیں ظاہرہ طور پر اس بات کا علم ہوا ہے۔ کہ قادیان میں کوئی ”انجمن اسلامیہ“ قائم ہوئی ہے۔ جس کے قائم کرنیکا مقصد اور مدعا یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ”قصبہ قادیان۔ اور اس کے حوالی میں ناخواندہ۔ اور مذہب اسلام سے بے خبر مسلمانوں کو اسلام کے صحیح عقائد پر مستحکم رکھنے۔ اور احکام اسلام پر کاربند رکھنے کے لئے قائم کی ہے“۔

ہم نے ان الفاظ کو پڑھ کر قادیان کے ان ”اسلام قدیم کے راسخ الاعتقاد مسلمانوں“ کی تلاش و جستجو میں اپنی قوت خیال کو دوڑایا۔ بڑا غور کیا۔ اور بہت سوچا لیکن افسوس کہ ہمیں اس میں ہرگز کامیابی نہ ہوئی۔ اور کوئی ایک شخص بھی ان لوگوں میں ایسا نظر نہ آیا۔ جس کی ہمیں تلاش تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ یا تو ان مقدس ہستیوں نے عالم محسوسات میں سکونت پذیر ہونے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی۔ یا بعض مصالح کی بنا پر ایسی پوشیدگی میں دن بسر کرتی ہیں کہ ہمیں دکھائی نہیں دیتیں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے سوائے اس کے کیا چارہ کار ہے کہ نومبر کی ۲۴-۲۵-۲۶ تاریخوں کا انتظار کریں۔ جن میں ان کی طرف سے ”بڑی آب و تاب کے ساتھ“ جلوہ افروز ہونیکا اعلان کیا گیا ہے۔ کاش سکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان میں اسی قدر جرأت اور ہمت ہوتی کہ جہاں اس نے اپنے جلسہ کا اعلان ستارہ صبح میں شائع کرایا ہے۔ وہاں اپنا نام نامی اور اسم گرامی بھی شائع کرا دیتا۔ تاکہ ہم اس ذات والا صفات کی خدمت میں حاضر ہو کر نیاز حاصل کرتے۔ اور ساتھ ہی اس اعلان کا شکریہ ادا کرتے۔ کہ ”امید ہے۔ کہ جملہ اہل اسلام عموماً اور علماء و اصفیاء خصوصاً اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق بڑھائیں گے“ کیونکہ اس سے بڑھ کر ہمارے لئے خوشی اور راحت کا کونسا مقام ہو سکتا ہے کہ قادیان میں ”جملہ اہل اسلام“ کا اجتماع ہو۔ اور اس پر ہمیں گھر بیٹھے اتمام حجت کا موقعہ نصیب ہو جائے۔ ہم تو اس غرض کے لئے سینکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں میل کا سفر کر کے دور دراز علاقوں میں کئی قسم کی تکالیف اور اخراجات برداشت کر کے جاتے ہیں۔ اب جب کہ ہمیں یہاں ہی، ایک بڑا مجمع جملہ اہل اسلام کا میسر آ جائیگا۔ اور وہ بھی ایسی صورت میں۔ جبکہ اس کے قیام اور طعام کے تمام اخراجات کا دوسروں نے ذمہ اُٹھایا ہوگا۔ تو اور کیا چاہئے۔

پس ہم ”سکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان“ اور اس کے ساتھیوں کو۔ اگر ان کی کچھ ہستی ہے۔ تو بڑی خوشی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جہاں تک ان سے ہو سکے۔ وہ اپنے تمام ہم خیال لوگوں کو جمع کرنے کی پوری کوشش اور سعی کریں۔ اور اپنی طرف سے اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ دنیا کے تختہ پر۔ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک جہاں جہاں بھی ان کے علماء اور اصفیاء ہوں لے آئیں۔ اخباروں میں تمام دنیا کے ہم مشربوں کو امداد کے لئے بلائیں۔ اور ان کو کہیں کہ وہ ”مرزا غلام احمد کے دعاوی اور معتقدات کو دین اسلام کے برخلاف“ ثابت کر کے دکھلائیں۔ اور اپنے اسلام کے خلاف اعتقادات کا ثبوت ہم سے لیں۔

اگر آپ لوگوں نے اس میں کسی قسم کی کوتاہی کی تو بڑے ہی افسوس کی بات ہوگی۔ پس آپ اپنا پورا زور صرف کرنے میں ذرا کمی نہ کریں۔ اور جو کچھ کر سکتے ہیں کر گذریں۔ پھر دیکھیں خدا تعالےٰ کا فضل کس کے شامل حال ہوتا ہے۔

اخیر پر ہم ”ستارۂ صبح“ کو بھی اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اس نام نہاد ”انجمن اسلامیہ قادیان“ کے اعلان کو ایک ہی دفعہ اخبار میں درج کرنے پر اکتفا نہ کرے۔ اور صرف چند سطریں ہی اس کی تائید میں نہ لکھے۔ بلکہ تاریخ موعودہ تک بار بار اور پرزور الفاظ میں لوگوں کو ان الفاظ کیطرف توجہ دلائے۔ ”کہ ہمیں امید ہے کہ برادران اسلام اس جلسہ میں جو اپنی نوعیت اور خصوصیت کے لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ دلی شوق و رغبت سے شریک ہونگے“ تاکہ کسی قسم کی کوشش اور سعی میں کسر نہ رہ جائے۔

غیر مبائعین کا امیر پشاور میں

۲۱- اکتوبر ۱۹۱۷ء رات کے اندھیرے میں غیر مبائعین کا امیر مولوی محمد علی صاحب - اور اس کے شاف میں سے مولوی صدرالدین - ڈاکٹر یعقوب بیگ وارد پشاور ہوئے - ان کا ارادہ تھا کہ جناب مولوی غلام حسن خانصاحب کے وہ دو فرزند جو حضرت خلیفۃ المسیح الموعود سیدنا محمود احمد کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر چکے ہیں - یعنی عزیزم مولوی عبدالرحمن جان - اور عزیزم عبدالخالق جان دونوں سے جس طرح ہو سکے فسخ بیعت کا اعلان کرائیں اور ساتھ ہی وہ لوگ جو ان پر حسن ظن کر کے تخت گاہ رسول قادیان سے جو مرکز سلسلہ ہے کٹ گئے تھے مگر اپنی غلطی محسوس کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں جن میں سے ایک صاحب ہمارے مکرم بھائی منشی غلام رسول صاحب احمدی گجراتی بھی داخل ہیں - ان کو بھی بلا کر اپنے دام تزویر میں پھنسائیں - مگر کس قدر افسوس ہوا ہوگا ان کو - جب انھوں نے مولوی عبدالرحمن جان کو پشاور میں نہ پایا - اور عزیزم عبدالخالق جان سے جب مردانہ جواب سنا - اور جب منشی غلام رسول صاحب کو بلوایا - تو انھوں نے انکار کر دیا -

ایک بجے تھے جس میں مولوی محمد علی صاحب اور مولوی غلام حسن خانصاحب - اور باقی رفقاء تشریف فرما تھے - عزیزم عبدالخالق جان سے مولوی صدرالدین نے پوچھا :-

او عبدالخالق تمھارا چہرہ تو ایسا بدل گیا ہے کہ اب تم شناخت بھی نہیں ہو سکتے -

مولوی غلام حسن خانصاحب - چونکہ بیعت کر کے آیا ہے - یہی سبب ہے -

عبدالخالق جان - نہیں چہرا تو بیعت سے پہلے کا بدلا ہوا ہے -

مولوی محمد علی صاحب - آپ نے جو بیعت کی ہے اس کی کیا وجہ ہے -

عبدالخالق جان (اس سوال کو لایعنی جان) کوئی جواب نہ دیا -

۲۱- اکتوبر کو خاکسار نے ذیل کا رقعہ مولوی محمد علی کو روانہ کیا -

" بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی سیدنا رسولہ الکریم - والسلام علی المسیح الموعود ثم السلام علیکم - مکرم مولوی صاحب - ابھی کسی دوست سے سننے میں آیا کہ آپ رات کو تشریف فرمائے پشاور ہوئے ہیں - ساتھ ہی معلوم ہوا کہ آپ اور آپکے ساتھی کوئی پبلک لیکچر بھی دیں گے - کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آیا آپ کے لیکچر کسی عام موضوع پر ہونگے یا اُن میں کچھ ذکر خیر ہمارے سردار حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا محمود احمد ابن حضرت احمد مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی کیا جاویگا - اگر آپ صاحبان نے جماعت احمدیہ کے معتقدات کے برخلاف کچھ بیان فرمانا ہو تو کیا آپ خاکسار کو مطلع فرما سکتے ہیں - کہ وہ خصوصاً کون سے امور ہونگے - اور کیا خاکسار کو کافی وقت مقرر کر کے اجازت دیں گے - تاکہ ہم بھی اپنے حق میں جو امور خلاف واقعہ یا غلط فہمی پھیلانے والے پاویں تو ان امور کی صفائی پیش کر سکیں - اور آپ صاحبان کے سابقہ معتقدات کو زیر بحث لا سکیں - تاکہ پبلک دونوں پہلو معلوم کر کے کسی خاص نتیجہ تک پہنچ سکے علاوہ ازیں معلوم ہوا ہے کہ - آپ نے ارادہ فرمایا ہے کہ بعض اُن احمدیوں کو جنہوں نے اختلاف میں آپ پر حسن ظن کر کے - آپ کا ساتھ دیا - اور بعدہ اپنی غلطی معلوم کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الموعود کی بیعت کی (جن کو خدا تعالے کے منشا کے ماتحت گروہ کثیر مومنین نے برضا و رغبت خود خدا کے رسول کے تختگاہ قادیان دارالامان میں جو از روے الوصیت مرکز سلسلہ ہے منتخب کیا) بلا کر ان سے دریافت کریں کہ ان کے ایسا کرنے کے کونسے وجوہ ہیں - چونکہ خاکسار بھی ان میں سے ایک ہے - لہذا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمکو یکجا بلا کر موقع دیں تاکہ ہم اپنے درمیان میں سے کوئی شخص منتخب کر سکیں - جو آپ کے سوالات کے جواب شرح صدر سے دے سکے - کیونکہ ممکن ہے کہ ہم میں سے بعض کو کسی خاص مجمع میں تقریر کرنے کی عادت یا جرأت نہو - یا کوئی اور امور مانع ہوں - والسلام

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور ۹ بجے صبح ۲۱- اکتوبر ۱۹۱۷ء

اس خط کے ملنے سے جناب مولوی محمد علی صاحب کو خدا جانے کیا کیا خیالات دل میں گذرے - آپ نے مولوی صدرالدین مولوی غلام حسن خاں وغیرہم کے مجمع میں اس سوال کو پیش کیا - کہ یہ خط آیا ہے - اور ان سے مشورہ طلب کیا مولوی غلام حسن خانصاحب نے شاید یہ سمجھ کر - کہ اب تمام بنا بنایا کھیل بگڑتا ہے - اور اصل حقیقت پبلک پر آشکارا ہوگی - یوں مشورہ دیا - کہ اس خط کا جواب نہ دیا جاوے - بلکہ نظر انداز کر دیا جاوے - اور اپنے مطلب کو پورا کیا جاوے - یہ لوگ ہماری مخالفت میں بڑا بننا چاہتے ہیں - اغلباً مولوی صدرالدین نے فرمایا کہ ہم نے تو کسی خاص امر پر لیکچر ہی نہیں دینا - عام باتیں بیان کرنی ہیں - چنانچہ ۲۱- اکتوبر ۱۹۱۷ء کو جو لیکچر مولوی صدرالدین صاحب کا قیصریہ ہال پشاور میں ہوا یا دوسرے دن اسلامیہ کالج پشاور میں ہوا - آپ نے اسی اصل کو مد نظر رکھا -

ہاں دوسرے دن - ۲۲- اکتوبر ۱۹۱۷ء کو جبکہ مولوی محمد علی کا لیکچر قیصریہ ہال پشاور میں شام کے اندھیرے میں تھا - آپ نے ایک عام لیکچر کا آغاز کیا - جس میں اصل غرض اپنی پوزیشن کو عام مسلمانوں کی نگاہ میں صاف کرنا مقصود تھا - تاکہ ان سے اشاعت اسلام کے واسطے روپیہ حاصل کرنے میں روک اُٹھ جاوے - جب نفس مضمون پر بہت کچھ کہہ چکے تو اعلان کر دیا کہ سیدنا محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بعد مدعی نبوت و رسالت کافر ہے - اور یہی ہمارے مرشد مجدد حضرت میرزا صاحب کا مذہب ہے - اس وقت مولوی صدرالدین نے اس تجویز کے مطابق - جو گھر میں ہی قرار پا چکی تھی - مولوی محمد علی صاحب سے کھڑے ہو کر کہا - مولوی صاحب - کیا آپ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول نہیں مانتے

مولوی محمد علی (شکل اور وضع عجیب سی بنا کر) خوب ہوا

یہ بھی ایک مشکل سوال پیش کر دیا ہے۔ اس پر مولوی محمد علی نے بتایا کہ حضرت غلام احمد نبی نہیں بلکہ ولی ہیں۔ اور صرف مجدد ہیں۔ جیسے کہ دوسرے مجدد تھے۔ اور بس۔ میں نے جب سے بیعت کی کبھی حضرت صاحب کو نبی اور رسول نہیں مانا۔ اور نہ اب مانتا ہوں۔ اس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو گواہ بنایا۔ اور مولوی غلام حسن خاں کو شہادت میں پیش کیا

جناب مولوی غلام حسن خاں صاحب نے بھی اغلباً حلفیہ شہادت دی کہ میں قریباً ۳۰ سال سے حضرت مرزا صاحب کا مرید ہوں۔ اور میں نے کبھی نبی اور رسول نہیں مانا۔ صرف مجدد مانتا رہا۔ اور میرا یہی مذہب رہا ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ کے بعد کسی قسم کا نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔

سنا ہے حکیم عبداللہ صاحب کے ایک صاحبزادہ نے مولوی محمد علی صاحب سے چند سوالات کرنے چاہے لیکن اس کو مولوی محمد علی صاحب کے حاشیہ نشینوں میں سے کسی صاحب نے نہایت مغلظ گالی دیکر اور ڈنڈہ دکھا کر خاموش کر دیا۔ اغلباً یہ خیال ہوگا کہ اس بات کے ثبوت کو شخص نہ لگے۔ اور دل شکنی اگر یہ جاوے۔ جو دوسروں کے سہارے وہاں کھڑا تھا۔

پبلک کی رائے لیکچر کے متعلق ضرور مختلف ہوگی۔ اور ہونی چاہیے۔ لیکن غیر مبائعین کہتے ہیں۔ کہ خوب کامیابی ہوئی۔ خدا جانے کامیابی کس بلا کا نام ہے۔ جب مولوی غلام حسن خاں صاحب خلیفہ مقرر ہوئے ہیں آج تین سالوں میں تین شخص بھی آپ کے ہاتھ پر داخل بیعت نہ ہوئے۔ اگر کامیابی یہ ہے کہ لوگوں نے حلف اٹھانے پر مان لیا ہے۔ کہ یہ احمدی نہیں ہیں۔ اور اب سے غیر احمدی خیال کئے جاویں گے۔ تو پبلک نے ایسا ہی نہیں سمجھا۔ لیکن جہاں تک میں نے کئی ذریعوں سے معلوم کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے پالیسی باز اور چالباز ہیں۔ یہ بھی ان کا ایک فریب تھا کہ جلسہ میں قسمیں کھائیں۔ اگر کامیابی یہ ہے کہ اس لیکچر کے اثر سے لوگ ان کے حق پر ہونے کا فیصلہ دے گئے تو ہمیں صرف ایک شخص کا نام بتا دیں جس نے یہ لیکچر سن کر مولوی محمد علی یا مولوی غلام حسن خاں کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ اور اگر کامیابی یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے واسطے خواجہ تاشوں نے قیصریہ ہال میں سونا برسایا۔ سو یہ بھی غلط ہے۔ کسی نے تانبے کا ادنیٰ ترین سکہ بھی نہ دیا۔

ہاں مولوی صدر الدین نے کاسہ گدائی گلے میں ڈال کر ضرور بعض امراء کے در پر بوسے لگائے۔ کہ ہمارا خواجہ اناج نہیں کھا سکتا۔ اس کو سونا کھانے کی عادت ہو گئی ہے۔ اس کے واسطے سونا چاندی ہمارے کاسہ گدائی میں ڈالا جاوے۔ اور بئس الفقیر علیٰ باب الامیر کے مصداق ہے۔

کیا عبرت کا مقام ہے کہ یا تو وہ دن تھا جبکہ یہ لوگ باب احمد پر کھڑے ہو کر سوال کرتے۔ تو ایک غریب سے غریب شخص نہایت اخلاص سے حتی الوسع اعلیٰ سے اعلیٰ قربانی کر کے ان کو سونا چاندی دینا باعث فخر اور ثواب جانتا۔ یا آج یہ دن ہے کہ وہ باب احمد سے منحرف ہونے پر لوگوں کے گھروں پر جاتے ہیں۔ اور گوناگوں راگ سناتے ہیں۔ مگر ان کو وہاں سے نہایت قلیل حصہ ہی ملتا ہے وہ ہرگز ان غریبوں کی قربانی کے برابر بھی نہیں ہوتا۔

قیصریہ ہال کے ساتھ ایک کالج ہے۔ کل اس میں خاکسار نے وہ ریویو دکھایا۔ جس میں حضرت بشیر احمد صاحب احمدی کا وہ مضمون ہے۔ جس کا عنوان ہے کہ احمد علیہ السلام نے ضرور نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس کے حاشیہ پر تحریر کر دیا کہ مولوی غلام حسن خاں اور مولوی محمد علی۔ اور مولوی صدر الدین صاحبان تو اس ہال میں حلفاً سنا گئے ہیں کہ حضرت احمد نبی اللہ کو نبی۔ اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں۔ اب حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریرات ملاحظہ کر لو۔ تاکہ دونوں پہلو معلوم ہو جائیں۔ کیونکہ ایک پہلو کو سن کر فیصلہ کرنا درست نہیں لیکچراروں سے تحریری اجازت ان کی غلط بیانیوں کی تردید کی چاہی تھی۔ مگر انہوں نے جواب دینا ایسا سمجھا گیا [illegible]۔ خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

ہنگامۂ یورپ

بلجیم میں فرانسیسی پیشقدمی

لندن ۲۵- تا ۲۸- اکتوبر کے لندنی تاروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ بلجیم میں فرانسیسی ہجوٹ وڈکسمیوڈ سٹرک کے دونوں طرف سے بڑھے ہیں۔ اور کئی گاؤں بہت سے قیدیوں سمیت چھیننے میں کامیاب ہوئے ہیں امریکن بھی اب اگلی لائن میں شامل ہو گئے ہیں۔

اطالوی محاذ کی نازک حالت

لندن ۲۸- اکتوبر۔ انگریزی اخبارات اطالوی محاذ کی نازک حالت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اتحادیوں کو فوراً اس کی طرف توجہ کرنے پر مائل کر رہے ہیں۔

مقدونیہ میں برطانوی حملہ

لندن ۲۴- اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان میں مرقوم ہے کہ سٹرومس کے محاذ پر ہم نے بلغاری لائن پر دھاوا کیا۔ ۹ بلغاریوں کو ہلاک اور ۱۰۹ کو قید کیا۔ اور اس کے بعد اپنے دمدموں میں واپس آ گئے۔

اٹلی کے خلاف جرمن اور آسٹریا کا حملہ

صاحب وزیر ہند نے مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے۔ کہ آسٹروی و جرمن فوجیں مشرقی محاذ سے مزید امداد حاصل کرنے کے بعد اٹلی کے خلاف ایک طاقتور حملہ کر رہی ہیں۔ بالائی آئسانزو پر انھوں نے اطالوی فوجوں کو دریا کے دوسرے کنارے پر پسپا کر دیا۔ اس معرکہ میں اطالویوں کو عظیم نقصان پہنچے۔

اطالوی محاذ پر دشمن کی سرگرمی

لندن ۲۷- اکتوبر۔ ایک اطالوی سرکاری کمیونیک مظہر ہے کہ وادی جوڈیو کے راستہ سے جس کیمین کے مابین کی سرحد کو پار کر کے دشمن نے کھلے میدان میں بڑھنے کی کوشش کی۔ محاذ کارسو پر خونریز جنگ بڑھتی جاتی ہے۔ ہم نے کئی سخت حملے مسترد کئے۔

جرمن حملہ فرانسیسی محاذ پر مسترد

لندن ۲۶- اکتوبر۔ ایک فرانسیسی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ بوسے لی شاٹو پر جو بیوز کے

دائیں طرف محاذ بیرون واز پر واقع ہے شدید گولہ باری کرنے کے بعد غنیم نے حملہ کیا۔ مگر ہماری آتشباری نے اس کو پیچھے دھکیل دیا۔ اور وہ ہماری لائنوں تک نہیں پہنچ سکا۔ البتہ کارنیتر سے جھاڑوں کے شمال میں ایک جگہ ۵۰۰ میٹر کے محاذ پر اس نے قدم جمائے۔ مگر ہمارے جوابی حملوں نے اس محاذ کا بڑا حصہ بھی واپس لے لیا۔

اطالویوں کو انتہائی امداد دیجائیگی

لندن ۲۹- اکتوبر۔ رائٹر اعلان کرتا ہے کہ ایسی کارروائیاں کر لی گئی ہیں۔ کہ اطالویوں کو حتی الامکان پوری پوری امداد دیجائے۔

اطالوی فوج کی بہادری

لندن ۲۹- اکتوبر۔ ایک اطالوی لاسلکی کمیونیک مظہر ہے کہ افواج اپنے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ اور میدانوں میں دشمن کی ترقی کو روکے ہوئے ہیں۔

جرمن جھنڈوں پر "صلح" کا نشان

لندن ۲۹- اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا نامہ نگا نیو یارک متعینہ اطالوی محاذ اپنی مراسلت مورخہ ۲۷- ماہ حال میں مظہر ہے کہ جرمنوں کے جھنڈے بڑے بڑے جھنڈے جن پر "صلح" لکھا ہوا ہے۔ لئے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ بظاہر اطالوی سوسائٹی کے آگے اپیل ہے۔ حالانکہ انہی جھنڈوں کے نیچے توپوں کی گرج اور سنگینوں کی چمک بھی ساتھ ساتھ ہے۔

محاذ جولیئن پر دشمن گھس آیا

لندن ۲۸- اکتوبر۔ ایک لاسلکی اطالوی سرکاری بیان مظہر ہے کہ ایک شدید حملے اور دوم جیش کے دستوں کی کمزور مدافعت نے آسٹروی و جرمن افواج کو محاذ جولیئین پر ہمارے میسرہ کو توڑ کر گھسنے کا موقع دیا۔ دوسری سپاہ کی بہادرانہ کوششیں دشمن کو اٹلی کی پاک سرزمین میں بڑھنے سے نہ روک سکیں۔ ہم اپنی لائن تیار شدہ نقشہ کے بموجب پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ خالی کردہ مقامات میں سارے ذخائر و سامان کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارے بہادر سپاہیوں نے ڈھائی سال کی جنگ میں جتنے قابل یادگار معرکے سر کئے ہیں وہ ہمیں یقین دلانے کیلئے کافی ہیں کہ سپہ سالار و فوج جنگو ملک کی عزت و حفاظت

ہندوستان کی خبریں

شاہ آباد میں قانون حفظ ہند۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ قانون حفظ ہند ۱۹۱۵ء کی توسیع شاہ آباد اور اضلاع میں کی گئی ہے۔

ایک کتاب کی ضبطی

قانون بحری جنگی کے ماتحت ایک کتاب جس کا نام "ہندوستان میں برطانوی قانون کے متعلق امریکہ کی رائے" ہے۔ اس کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

مسلمان اور ہوم رول

۲۷- اکتوبر کو کلکتہ میں زیر صدارت نواب سراج الاسلام انڈین مسلم ایسوسی ایشن کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں علاوہ دیگر رزولیوشنوں کے ایک رزولیوشن اس مضمون کا بھی پاس کیا گیا۔ کہ اگرچہ یہ ایسوسی ایشن صاحب وزیر ہند کے اس اعلان کو کہ حضور ملک معظم کی گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو محکمہ جات میں زیادہ حصہ دیا جائے وغیرہ۔ لیکن اس ایسوسی ایشن کی رائے میں ہوم رول ہندوستانیوں کیلئے موجودہ حالات میں مناسب نہیں۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہوگا۔ بلکہ مجموعی طور پر ہندوستانی لوگوں کے لئے بھی مضر ہوگا۔

۳۰- اکتوبر کا الفضل کیوں لیٹ ہوا

منگل کے روز اخبار اپنے وقت پر روانگی کے لئے تیار کیا جا چکا تھا تو یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ڈاکخانہ میں آج بھی ٹکٹ نہیں۔ بدھ کے روز بھی یہی جواب ملا۔ ناچار حسنا پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکخانجات کو تار دیا گیا۔ جمعرات کو بھی ڈاکخانہ ٹکٹ مہیا نہ کر سکا۔ جمعہ کو ٹکٹ ملے تو اخبار روانہ ہوا۔ ہمیں بہت افسوس ہے کہ ناظرین کو انتظار کی زحمت اٹھانی پڑی۔ افسران ڈاکخانہ جات کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آئندہ ایسے نقصان دہ حالات پیدا نہ ہوں۔

مینیجر الفضل

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر (ایڈیٹر) ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا